مہناز: بلوچی زبانی ادب میں حقوق نسواں کی ایک توانا آواز

Mehnaz: A Feminist Voice of Balochi Language

نگار گل*

ڈاکٹر محمد حسن**

Abstract

The aim of this article is to study and analyze the role of Mahnaz as the obscure but foremost feminist rebel in Balochi pastoral ßoral poetry of sixteenth century. Mahnaz is a remarkable character in Balochi oral poetry. Her beloved, Shahdad, falling into the traps of his first wife, Shari, makes unbecoming allegations of adultery against her. Although they are head over heels in love, the acrimonious and unsubstantial allegations, and certainty in Shari's hypocritical words, changes the manner of their love and trust. Mahnaz strenuously denies all charges against her honor and sets out to defend her feminine dignity and conduct. All her protests and assurances of innocence fall on deaf ears. In the feudalistic society, she has no other option to prove her innocence but to opt for an age õold custom where a woman has to walk on smoldering coals fire as a trial to disprove any allegations against her chastity. In the end, Mahnaz emerges truthful, forcing Shahdad to recant his allegations and repent his actions but to no avail. The pure bonds of love have already rusted under the increasing mistrust and its attendants þ misgivings and physical punishments. Mahnaz decides to marry Hoom þer, her alleged õlover. This research article has used the strands of liberal and radical feminism õ the former promotes equality and the later view society as a patriarchal tool to oppress and dominate women.

---

* لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر واٹر اینڈ میرین سائنسز، پاکستان

** سینئر ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام ا?باد۔

Mahnaz also believes in equality and challenges the allegations against her dignity which are meant to oppress and dominate her. Finally, this research paper has used the content of the story of Mahnaz and Shahdad to interpret the exceptional role of Mahnaz.

تلخیص

اس مضمون کا مقصد سولہویں صدی کی بلوچی بدوی زبانی شاعری میں مبہم لیکن حقوق نسواں کی ایک اہم علمبردار کے طور پر مہناز کے کردار کا مطالعہ اور تجزیہ کرنا ہے۔ مہناز بلوچی زبانی اشعار میں ایک قابل ذکر کردار ہے۔ اس کا محبوب شہداد، اپنی پہلی بیوی شاری کے جال میں پھنس کر اس کے خلاف بدکاری کا جھوٹا الزام لگاتا ہے۔

اگرچہ وہ ایک دوسرے سے گہری محبت کرتے ہیں، لیکن ترش و غیر حقیقی الزامات اور یقیناً شاری کے منافقانہ الفاظ ان کے بیچ محبت اور اعتماد کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں۔ مہناز اپنی عزت و غیرت کے خلاف لگائے گئے تمام الزامات کی سختی سے تردید کرتی ہے اور اپنے نسوانی وقار اور طرزِ عمل کا دفاع کرنے کے لئے نکل پڑتی ہے۔ اس کے احتجاج اور اپنی بے گناہی کی یقین دہانیوں سے کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جاگیردارانہ معاشرے میں، اس کے پاس اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے کیلئے کوئی اور چارہ نہیں رہتا ماسوائے کہ وہ ایک قدیم رواج کا انتخاب کرے، جہاں کسی شخص کو اپنی عفت کے خلاف کسی بھی الزام کو غلط ثابت کرنے کے لئے آزمائشی طور پر سرخ انگاروں پر سے ننگے پاؤں گزرنا پڑتا ہے۔

مہناز کی سچائی ثابت ہوتی ہے، جس سے شہداد پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے الزامات واپس لے اور اپنے کیے کی تلافی کرے لیکن یہ سب بے کار تھا۔ بڑھتے ہوئے عدم اعتماد اور داستان کے کرداروں کی بدگمانیوں اور جسمانی سزاؤں کے سبب عشق کا پاک بندھن پہلے سے ہی زنگ آلود ہو چکا تھا۔ مہناز اپنے مبینہ عاشق اومر سے شادی کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں لبرل اور ریڈیکل فمینزم کے عناصر بروئے کار لائے گئے ہیں۔ اول الذکر مساوات کو فروغ دیتا ہے اور موخر الذکر معاشرے کو پدرسری نظام کا ایک ایسا آلہ سمجھتا ہے جو عورت کو زیر تسلط اور محکوم رکھنا چاہتا ہے۔ مہناز مساوات پر یقین رکھتی ہے اور اپنے وقار کے خلاف لگائے گئے الزامات کو چیلنج کرتی ہے جس کا مقصد اسے مظلوم اور محکوم رکھنا ہے۔

تعارف

کسی بھی معاشرے کے کچھ قوانین، اقدار اور اصول ہوتے ہیں جو فرد کے شخصی کردار کا تعین کرتے

ہیں۔اسی طرح، خواتین کے کردار کو بھی معاشرتی قوانین اور اصولوں نے تشکیل دیا ہے۔ بلوچ معاشرے میں ایک عورت کو عزت، وقار اور افتخار کی علامت مانا جاتا ہے۔اگر بلوچ سماج کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ خواتین کے وہ کردار جنھوں نے اساطیری حیثیت حاصل کی ہے۔وہ ایسی مروجہ توقعات پر پوری اتری ہیں۔بے باک خواتین ہیروئن، جیسا کہ بانڑی جو مشہور بلوچ جنگجو میر چاکر کی بیٹی تھی اور بی بی مہاتون جو ایرانی بلوچ جنگجو داداشاہ کی بہن تھیں، جنہوں نے بڑا نام اور احترام اس لئے حاصل کیا کیونکہ وہ کمال مردانگی سے اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ لڑیں۔اگرچہ یہ مقالہ ان کے کرداروں کو ماند کرنے کی سعی نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ استدلال کرنا ہے کہ مہناز کا کردار واقعتاً مختلف ہے۔

مہاتون نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر شاہ ایران کی ظالم فوج اور قبائلی سرداروں کے خلاف جنگ لڑی اور میر چاکر رند کی بیٹی بانڑی بھی ایک نمایاں جنگجو تھیں۔تاہم، مہناز کی لڑائی مختلف تھی اور یہ گھُٹن زدہ معاشرے اور پدرسری نظام کے خلاف تھی۔ بلوچوں کی تاریخ اور ان کی ثقافت، تہذیب، رسم و رواج، رجحانات اور اقدار زبانی لوک شاعری میں محفوظ ہے۔ایک نسلی لسانی گروہ کے طور پر زبانی روایت بلوچوں کے لئے خاصی اہم ہے کیونکہ یہ تحریر شدہ تاریخ سے قبل کے دور کو پیش کرتی ہے۔ بلوچی لوک ادب ان کی ثقافتی اقدار، ان کی ممتاز شناخت اور نوجوانوں کیلئے طرز عمل کی مثالیں مہیا کرتا ہے (بدل خان، 2013)۔دیگر ہیروز کی طرح اس نے مہناز کو بھی کافی جگہ فراہم کی ہے جو بلوچ معاشرے میں جاگیردارانہ اور پدرسری طرز زندگی کو چیلنج کرتی ہے۔ایسا لگتا ہے کہ بلوچوں کی ریکارڈ شدہ تاریخ کے مطابق مہناز اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کرنے والی پہلی خاتون ہے۔یہ امر اسے ایک ممتاز تاریخی شخصیت بناتی ہے۔خواتین کی جدوجہد کے دیگر حصوں اور حقوق نسواں کی گزشتہ لہروں اور خواتین کے حقوق کی تحریکوں کی حیات نو جس میں 'می ٹو' (MeToo) تحریک شامل ہے، کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو وہ بہت اہم ہے۔

شاعری کے ذریعے مہناز کے کردار کا تجزیہ

ادب عام زبان کو تبدیل اور اس میں حُسن پیدا کرتا ہے اور اسے روزمرہ کی زبان سے ممتاز بنادیتا ہے لیکن بلوچی زبانی شاعری عام بول چال کی زبان کے قریب تر ہے۔تاہم، اس مضمون کا مقصد ان دونوں کے درمیان امتیاز کو ظاہر کرنا نہیں ہے۔دیگر زبانوں کے لوک ادب کی طرح، بلوچی ادب میں بھی زبانی روایات میں گہرا نقش ہے، جو بہادری کے کارناموں، تاریخی واقعات اور رومانوی داستانوں کے منظوم قصوں پر مشتمل ہے۔بلوچوں کی زیادہ تر تاریخ زبانی لوک کہانیوں اور شاعری کی شکل میں سینہ بہ سینہ درج و محفوظ ہے۔

اسی طرح سے، مہناز کی داستان زبانی روایت کا تحفہ ہے۔ یہ بلوچ تاریخ کی ایک نا قابل یقین لوک کہانیوں میں سے ایک ہے۔ مہناز کا شوہر اور کزن شہداد بھی بلوچی بدوی شاعری میں ایک نمایاں کردار ہیں۔ وہ میر چاکر خان رند کے بڑے صاحبزادے اور ایک عظیم بہادر جنگجو تھے جنھوں نے مغل شہنشاہ ہمایوں کو سوریوں سے اپنا تخت دوبارہ حاصل کرنے میں مدد فراہم کی۔ مہناز شہداد کی محبوب اور اس کی دوسری بیوی تھیں۔ اس کی پہلی بیوی شاری تھی جو کہ فطری طور پر مہناز کو شہداد کی طرف سے ملنے والی توجہ سے حاسد تھی۔ وہ ان دونوں کے درمیان قربت اور محبت کو برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ چنانچہ، اس نے مہناز کو بدنام کرنے اور ان کی محبت میں دراڑیں پیدا کرنے کی سازش کی۔ اس نے ایک مرد کے جوتے پہن کر خود کو اومر کے بھیس میں بدل لیا اور مہناز کے غسل خانے میں جوتوں کے نشان چھوڑ دیئے۔ وہ شہداد کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگئی کہ مہناز ان کے چرواہے اومر سے محبت کرتی ہے۔ مشتعل شہداد، بغیر کوئی بات سنے مہناز کو لعن طعن کرتا ہے اور اسے پیٹتا ہے اور یوں ان کی محبت کا رشتہ شہداد کی پہلی بیوی شاری کے ذریعے پیدا ہونے والی غلط فہمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔

جب شہداد نے اس کی دُہائیوں پر کوئی کان نہیں دھرا تو ٹوٹے دل کے ساتھ اس نے اپنے بھائی اور والد کو بتایا۔ اس معاملے پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے جب دونوں خاندان ملے تو مہناز نے گواہوں کی موجودگی میں روایتی آزمائش سے گزرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنے فیصلے پر بہت سختی سے قائم تھی چونکہ وہ اپنی بے گناہی کو ثابت اور اپنے کنبے کی عزت بحال کرنا چاہتی تھیں۔ اس آزمائش میں مہناز کو ابلتے ہوئے تیل کے برتن سے انگوٹھی نکالنی تھی۔ روایت میں کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی تیل میں جلے بغیر ایسا کرلے تو وہ بے قصور ہے۔ اس نے پرسکون انداز سے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا اور انگوٹھی نکال لی، بغیر جلے۔ شہداد بہت خوش ہوا اور اسے گلے لگانے کے لئے تیزی سے بڑھا لیکن اس نے انکار کردیا۔ اس نے معافی کی التجا کی، لیکن مہناز کا پہلے ہی اس پر اور اس کی محبت پر سے اعتماد اٹھ چکا تھا۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ جب کسی کو جان بوجھ کر رسوا کیا جائے اور کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس کا نام لیا جائے تو یہ کیسی تکلیف دیتا ہے، اس نے چرواہے اومر سے شادی کرلی۔ اس سے شہداد کو دل کی گہرائیوں تک تکلیف ہوئی اور اس کی انا کو ٹھیس پہنچی کہ مہناز نے ایک چرواہے کا انتخاب کیا اور اسے مسترد۔ شہداد اپنی محبت کھو بیٹھا اور اپنی بقیہ زندگی کی اپنی بیوقوفی پر پچھتانے میں گزار دی۔

ہر معاشرے میں عورت کو بہت نازک اور غیر متوقع صورت میں کمزور سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مہناز کا معاملہ اس روایتی دقیانوسی تصور کو پوری طرح سے رد کرتا ہے۔ مہناز، حالات کے سامنے جھکنے کی بجائے ایک مضبوط اور تاریخی فیصلہ کرتی ہے۔ وہ اس بے بنیاد الزام کو غلط قرار دینے کیلئے اپنے دل میں شہداد کے لئے رکھے سارے

جذبات ایک طرف رکھ دیتی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا فیصلہ تھا۔ وہ صرف شہداد کے خلاف نہیں بلکہ پورے خاندان کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنی عزت کا دفاع اپنے مصمّم ارادے کے ساتھ کرتی ہے:

تم آئے، دوستوں کے درمیان بیٹھے
اور مجھے بدنامی کا تحفہ دیا

مذکورہ بالا الفاظ مہناز کے درددل، غم اور اس کے ساتھ شہداد کے رویئے میں چونکا دینے والی یکسر تبدیلی کا چہرہ پیش کرتے ہیں۔ یہ کہانی کچھ یوں ہے کہ شہداد کی پہلی بیوی شاری حسد کی آگ میں جل کر مہناز کے خلاف بدکاری کے جھوٹے الزامات لگاتی ہے۔ اس کی شاطرانہ چالوں میں پھنسنے کے بعد شہداد، مہناز کے خلاف سخت رویہ اپناتا ہے۔ شہداد اس کی طرف غصے سے بڑھتا ہے اور اسے مارتا پیٹتا ہے۔ وہ شاری کے فریب پر یقین کر لیتا ہے۔ لہٰذا، وہ نہ صرف اپنے حواس کھو دیتا ہے بلکہ غصے میں اپنی بیوی کو بری طرح مارتا ہے۔ شہداد بدطینتی اور بے پروائی سے اسے نظرانداز کرتا اور وہ اپنے دیوان/ جرگہ میں جاتا ہے، اور واپس لوٹنے پر اپنی شادی ختم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس کا کہنا ہے کہ شہداد جب اپنے دیوان سے واپس آیا تو اس نے محبت کا بندھن توڑ دیا تھا۔ وہ آنکھیں جو کبھی محبت سے بھری ہوتی تھیں، اب بارش کی طرح نم ہیں۔ مزید یہ کہ، مندرجہ ذیل سطور میں مہناز نے اپنی عزت اور وقار کو بیان کیا ہے، اور استعارہ کافی دلچسپ ہے:

میں وہ شجرِ حیات ہوں جسے چوٹیوں پر لگایا گیا ہے
جو ناقابلِ رسائی بلندیوں پر اگتا ہے میں اس باغ کا سب سے لمبا درخت ہوں
مگر پھر بھی کسی تند جھونکے نے مجھے نہیں چھوا مجھے ساون نے کبھی نم نہیں کیا
ماسوائے شہداد کے جوان سال چہرے نے

مہناز اپنی عزت اور وقار کے خلاف لگائے گئے تمام الزامات کی تردید کرتی ہے۔ وہ اپنا موازنہ انجیر کے درخت سے کرتے ہوئے اپنے کردار کا دفاع کرتی ہے۔ انجیر کے درخت کے بارے میں مشہور ہے کہ نہ تو تیز ہوائیں اس کی شاخوں کو موڑ سکتی ہیں اور نہ ہی طوفانی بارش اس کی جڑوں تک پہنچ سکتی ہے۔ وہ شہداد سے اپنی شدید محبت کا اعتراف کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے جذبات شہداد کے علاوہ کسی کے لئے نہیں ہیں۔ وقار، عزتِ نفس اور عزم اسے شہداد کے خلاف کھڑا ہونے کی ترغیب دیتے ہیں، اور وہ اپنے نسوانی وقار اور طرزِ عمل کا دفاع کرنے کے لئے نکل پڑتی ہے۔ یقیناً مہناز نے کبھی بھی شہداد سے علیحدگی کا نہیں سوچا مگر اس کے شوہر کے شکوک وشبہات نے اسے باغی بنا دیا۔ مہناز شہداد کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں کرتی ہے:

گر چہ آپ کوایک جنگجواور ممتاز شخص سمجھا جاتا ہے لیکن پھر بھی آپ شاری کی سازش میں پھنس گئے۔ آپ نے شاری کے منصوبے کے مطابق یقین اور عمل کیا۔ آپ یہ بھول رہے ہیں کہ آپ کے خیالات میں اتنی دانش تو ہے کہ اپنی عقل کے مطابق سوچیں اور اپنے فیصلے خود کریں۔ لیکن افسوس ہے کے آپ اپنے حواس کھو بیٹھے اور شاری نے جو کچھ بھی کہا آپ نے اس پر یقین کرلیا۔

مہناز کا دعویٰ ہے کہ اس کے باوجود کہ میں نے مقدس کتاب قرآن شریف پر حلف لیا ہے۔ میں نے قسم کھائی اور التجا کی کہ یہ سب جھوٹ ہے، اور شاری کی بنائی ہوئی سازش ہے لیکن آپ کا دل اتنا سخت تھا کہ اس نے نہ تو میری آنکھوں کی معصومیت دیکھی اور نہ ہی میری روح کی پاکیزگی کو محسوس کیا۔ آپ نے آنکھیں بند کر کے اس کے جھوٹ پر یقین کرلیا اور الزام لگایا کہ میرے اومر کے ساتھ تعلقات ہیں۔

مندرجہ ذیل سطریں مہناز کے فیصلہ کن عزم اور خود اعتمادی کا اظہار کرتی ہیں:

میں نے اپنی گہری خواہشات کی انگوٹھی اتار دی
میں بہت افسردگی کے ساتھ شہداد کے پاس واپس آئی
بہتے ہوئے آنسوؤں نے فرار ہونے کی کوشش کی
یہ میرے دشمنوں کے کیے دھرے ہیں

مہناز، شہداد کو اپنے الزامات واپس لینے کے لئے راضی کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا، لہٰذا وہ دونوں کنبوں کے گواہوں کی موجودگی میں اس آزمائش سے گزرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف خود کو بے داغ ثابت کرنا تھا بلکہ اپنے کنبے کی عزت بھی بحال کرنا تھی۔ اس آزمائش میں مہناز کو ابلتے ہوئے تیل کے برتن سے انگوٹھی نکالنی پڑی۔ روایت میں کہا جاتا ہے کہ اگر کسی نے ابلتے تیل میں بغیر جلے ایسا کیا تو وہ بےقصور ہے۔ مہناز نے آرام سے ابلتے تیل میں ہاتھ ڈالا اور انگوٹھی نکال لی، بغیر جلے اور اپنی سچائی ثابت کی۔ شہداد اس کی وفاداری کا ثبوت ملنے پر خوش ہوا۔

اس نے معافی مانگی لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ تب تک مہناز کا شہداد (اور اس کی محبت) پر اعتماد ختم ہو چکا تھا۔ وہ شہداد کو مخاطب کرتی اور کہتی ہے کہ اب ماتم نہ کرو، یہ میرے حریف کی حرکتیں ہیں۔ شہداد، شاری کو مہناز کی خادم کے طور پر پیش کرتا ہے، لیکن مہناز نے شہداد کی التجائیں سننے سے انکار کرتی ہے اپنے مبینہ عاشق اومر سے شادی کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں وہ اپنا غصہ ظاہر کرتی ہے:

شہداد! میں تجھے (حسد سے) جلاؤں گی
جیسا کہ تم نے میری زندگی کا سکون برباد کیا

(شہداد!) میں تمہیں تباہ کردوں گی
جیسا کہ تم نے میری زندگی کے ساتھ کیا ہے
(شہداد!) میں تمہیں تلخیاں محسوس کراؤں گی
جیسا کہ تم نے میری زندگی کو اذیت میں مبتلا کیا

مہناز دل کی گہرائیوں سے شہداد کو کوستی ہے۔ وہ غیظ وغضب سے کہتی ہے کہ جسے تم نے میرے دل میں آگ لگا رکھی ہے تو میں بھی تمہیں جلاؤں گی۔ جسے تم نے میری زندگی اور سکون کو برباد کیا، اسی طرح میں تمہیں تباہ کروں گی اور تمہیں اس تکلیف سے دوچار کروں گی۔ مہناز کے الفاظ نہ صرف اس کے شدید غصے کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ چرواہے اومر سے شادی کر کے اس کا مقصد شہداد کو حسد سے جلانا تھا۔ وہ شہداد کے گھر کے قریب ہی ایک مکان تعمیر کرنے کا فیصلہ کرتی ہے تا کہ اسے یہ احساس دلائے کہ اب مہناز اس کی زندگی سے دور ہو چکی ہے۔ مزید برآں، مندرجہ ذیل سطروں میں مہناز اپنی زندگی کی تعمیر نو کا اظہار کرتی ہے:

آؤ بلند لے کے ساتھ (ایک نئی زندگی) کا جشن مناؤ
چلو اچھا ہوا کہ یہ شہداد کے پڑوس میں ہے

مہناز اپنی شادی اور اس کے جشن کے بارے میں بتاتی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ لوگ میرے گھر، جو شہداد کے پڑوس میں ہے، میں جشن منائیں گے، ناچیں گے اور گائیں گے۔ وہ اومر سے شادی کرتی ہے اور یہ بھی مانتی ہے کہ وہ شہداد کو اس کے جلد بازی والے فیصلوں اور غلط حرکتوں کی سزا دینے کے لئے شادی کر رہی ہے۔

خلاصۂ کلام

مہناز اور شہداد کی کہانی کو مختلف تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے، لیکن اس مضمون نے بلوچی زبانی روایت میں سب سے اہم نسائی باغی ہونے کی حیثیت سے مہناز کے کردار پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وہ نیکی، پاکیزگی اور مضبوطی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اپنے شوہر کے خلاف کھڑے ہونے اور اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے عزم نے انہیں بلوچ تاریخ کی پہلی نڈر عورت قرار دیا۔ اس نے ہمت اور طاقت کا مظاہرہ کیا۔ اس نے ظاہر کیا کہ جب جان بوجھ کر کسی کو بدنام کیا جاتا ہے اور اس کی محبت کو کسی غیر کے نام کے ساتھ جوڑا جاتا ہے تو یہ کتنا تکلیف دہ ہے۔ مہناز کے اقدامات سے نہ صرف اس کی بے گناہی ثابت ہوئی بلکہ اس کے وقار اور اس کے کنبے کے افتخار کا بھی دفاع کیا گیا۔ فیصلہ کن طاقت، خود اعتمادی اور علیحدگی کے فیصلے اور چرواہے کے ساتھ شادی کرنے سے مہناز غیر معمولی کردار ظاہر ہوا۔ مہناز نے نہ صرف شہداد کے خلاف بغاوت کی بلکہ اپنی زندگی

کی تعمیر نو کر کے اس سے بدلہ بھی لیا۔

حوالہ جات

۱۔ شاد، فقیر ای ڈی 2008ء (Shad, Faqeer ed. 2008) میراث کوئٹہ۔ All Balochistan Academy
Sabir, Balochi.2003.Badalkhan.Folk Literature.in Peter J.Claus et al (eds), South,
Asian Folklore: An Ency clopedia: Afghanistan, Bangladesh, India London:
Routledge,pp.42-45

۲۔ ڈیمز، ایم (Dames, M. Longworth 1902) 'Balochi Folklore', published in Folklore,
Vol. 13, No, 3, pp. 252-.274 Available at URL: http:// www.jstor.org
/stable/ 1254401, Accessed:2016-03-08 15:12 UTC

۳۔ ایگلیٹن، ٹیری (20014) ء Culture ▪ and the Death of God, New Haven: Yale University
Shad, Press Faqeer 2008.ed Quetta. Meeras: All Balochistan Academy

۴۔ شاد، فقیر (۲۰۰۲)۔ (Shad, Faqeer) میراث [Patrimony], 4th ed. Bahrain: ???Bal ?Adab
Juhdk?r.

۵۔ صابر، بدل خان۔ ۲۰۰۳۔ (Sabir, Badalkhan. 2003) Balochi Folk Literature. In peterj.
Claus et al (eds), South Asian Folkore: An Encyclopedia: Afghanistan,
Bangladesh, India, London: Routledge, pp.42-45

۶۔ صابر، بدل خان۔ 2001-2000ء (Sabir, Badalkhan 2000-2001) "An Introduction to
the Performance of Verbal Art in Balochistan." Annali dell'Università degli studi
di Napoli "L'Orientale", 61-60.pp.196–161

۷۔ صابر، بدل خان۔ 2003-2000ء (Sabir, Badalkhan 2000-2003) "A Glance at Balochi
Oral Poetry: Problems and Prospects." Balochistan Studies, 8-,10 pp.350

۸۔ صابر، بدل خان۔ 2003۔ (Sabir, Badalkhan. 2003) "Balochi Oral Tradition." 18: ,2.pp
229-.235

۹۔ ڈیمز، ایم۔ لانگورتھ (1902)ء (Dames, M. Longworth 1902) Balochi, Folklore,
Published in Folklore, Vol. 13, No, 3, pp. 252-.274 Available at URL:
http:// www.jstor.org /stable/ 1254401, Accessed:2016-03-08 15:12 UTC.

۱۰۔ ایگلیٹن، ٹیری (2014)ء (Eagleton, Terry 2014) Culture and the Death of God, New
Haven: Yale University Press.